السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

اہل حدیثوں کاخیال ہے کہ فرض نمازمیں جبکہ امام رکوع میں ہو، اس وقت جماعت میں شامل ہونے پر وہ رکعت نہیں ہوگی اوریہ بات فتاوٰی نذیریہ وغیرہ میں بھی ہے اوران کی بنیاد اس حدیث پر ہے کہ جوشخص امام کوحالت رکوع میں پاوے وہ امام سے ساتھ شامل ہوجائے اوررکعت کولوٹائے (یہ روایت عون المعبود3 145 146پر ہے) لیکن ''صحیفہ اہل حدیث کراچی، 23، نومبر1953ء کے صفحہ نمبر21 پر مولانا عبدالقادر صاحب حصاری تحریر کرتے ہیں کہ مندرجہ بالاحدیث رسول ﷺ کاقول نہیں ہے۔ اوراس کے خلاف بیہقی میں ابوہریرہ کی حدیث سے رکعت ہوجانے کا ثبوت دیتے ہیں۔ دونوں حدیثوں میں صحیح حدیث کون ہے؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

بے شک یہ حدیث ''جوشخص امام کوحالت رکوع میں پائے وہ رکوع میں امام کے ساتھ شامل ہوجائے اوررکعت کولوٹائے۔،، رسول اللہ ﷺ کاقول یعنی: حدیث مرفوع نہیں ہے بلکہ ابوہریرہ کاقول اورفتوٰی ہے۔ لیکن جوعلماء مدرک رکوع کی رکعت کے قائل نہیں ہیں ان کے استدلال کی بناء اس موقوف حدیث پرنہیں ہے۔ ان کی اصل دلیل یہ ہے کہ: قیام جومحل قرأۃ ہے، نماز کارکن ہے اوراس کی رکنیت قرآن، حدیث، اجماع اورتعامل امت سے ثابت ہے، اوراسی طرح قرأۃ فاتحہ نماز کادوسرارکن ہے جس کی رکنیت وفرضیت احادیث صحیحہ متواترہ سے ثابت ہے۔ مدرک رکوع سے یہ دونوں رکن فوت ہوجاتے ہیں اورکسی صحیح حدیث یاحسن غیرمعلول صریح مرفوع حدیث سے مدرک رکوع کااستثناء اور تخصیص اوران دونوں رکنوں کااس سے اسقاط ثابت نہیں۔ جوحدیثیں اس مقصد سے پش کی جاتی ہیں ان میں اگرکوئی سنداً صحیح ہے جیسے حدیث ابوبکر تووہ اس مضمون میں صریح، نہیں بلکہ اس کااحتمال بھی نہیں رکھتی کما حققہ البخاری فی جزء القراءۃ اورجوبظاہر صریح معلوم ہوتی ہیں صحیح بلکہ حسن بھی نہیں ہیں۔ ضعیف اورناقابل احتجاج ہیں۔ مثلاً یہ حدیث (الحرح والتعدیل9 155) عن ابی ہریرۃ قال: (قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: إذا جئتم إلى الصلوة ونحن سجود فاسجدوا ولا تعدوها شيئا، ومن أدرك الركعة فقد أدرك الصلوة،، (ابوداؤد(12893)1/553، مستدرک1/276، بیہقی2/88).

اولاً: یہ حدیث قائلین رکعت مدرک رکوع کے مدعا پرصریح نہیں۔

ثانیاً: یہ حدیث صحیح تودرکنار حسن بھی نہیں

اگرچہ امام ابوداؤداورحافظ منذری نے اس پرسکوت کیا ہے اورحاکم اورذہبی نے اس کی تصحیح کی ہے، اس کے راوی یحیی ابی سلیمان کوجن پراس حدیث کامدار ہے امام بخاری نے منکرالحدیث کہا ہے ''وقال البخاري: كل من قلت فيه منكر الحديث لا يحتج به، وفي لفظ: لا تحل الرواية عنه،، (فتح المغيث شرح ألفية الحديث للسخاوي1/773) کیا فرماتے ہیں: وہ بزرگ جوامیرانہ یاآمرآنہ شان سے فرمادیا کرتے ہیں ''القول ماقال البخاری،، ونیز ابوحاتم نے یحیی مذکورکو ''مضطرب الحدیث،، لیس بالقوی،، کہاہے اورامام بیہقی نے ان کے بارے میں ''لیس بالقوی،، لکھاہے (کتاب معرفة السنن)۔

حاکم اورذہبی نے مستدرک مع التلخیص1 216 میں ان کی توثیق کی ہے مگر1 276میں ان کے بارے میں صرف یہ لکھاہے: ''لم یذکر بجرح،، ان کے اس دوسرے کلام سے معلوم ہواکہ ان کویحیی مذکور کے بارے میں کسی امام کی جرح کاعلم نہیں تھا محض اس بناء پران کوثقہ کہہ دیاہے۔ اس کی تائید ابن خزیمہ کے اس قول سے بھی ہوتی ہے: ''لاأعرف يحيى بن ابي سليمان بعدالة ولاجرح،، (تہذیب التہذیب228/11)، ابن خزیمہ کے اس قول سے معلوم ہواکہ ان کویحیی بن ابی سلیمان کی بابت عدالت وجرح کاعلم نہیں تھا۔ اسی طرح حاکم کوبھی ان کے متعلق کسی امام کی تعدیل وتخریج کاعلم نہیں تھا، اس بناء پران کوثقہ کہہ دیا۔ حالاں کہ ایساراوی مستوراورمجہول الحال کہلاتا ہے جس کی روایت عندالجمہور مردود ہوتی ہے۔ اورامام الحرمین کے نزدیک متوقف فیہ (شرح نخبة ص: 49) اورامام ابوحنیفہ وابن حبان کے نزدیک مقبول والحق مع الجمہور۔ ابن خزیمہ کے شاگرد ابن حبان نے یحیی بن ابی سلیمان کوثقات میں صرف اس وجہ سے ذکرکیاہے کہ استادکی طرح ان کوبھی یحیی کی بابت کسی امام کی جرح وتعدیل کاعلم نہیں ہوا۔ ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں وہ راوی باصطلاح ابن حبان ثقہ ہوااور جمہورمحدثین کے نزدیک مستورومجہول الحال ہواجس کی روایت غیرمقبول ہوتی ہے۔ سخاوی لکھتے ہیں: ''قال الحافظ ابن حجر: وإذا لم يكن في الراوي جرحٌ ولا تعديلٌ، وكان كلٌ من شيخه، والراوي عنه ثقةً، ولم يأتِ بحديثٍ منكرٍ، فهو عنده ثقةٌ وفي كتابه "الثقاتِ كثيرٌ ممن هذه حاله، ولأجلِ هذا ربما اعترضَ عليه في جعلهم ثقاتٍ من لم يعرفُ اصطلاحه ولا اعتراضَ عليه فإنّه لايشاحح عليه في ذلكَ،، (شرح ألفيه36/1) اورلکھتے ہیں: ''ذهب ابن خزيمة إلى أن جهالة العين ترتفع برواية واحد مشهور، وإليه يومى قول تلميذه ابن حبان: العدل من لم يعرف فيه الجرح، وإذا التجريح ضد التعديل، فمن لم يجرح فهو عدل حتى يتبين جرحه، إذ لم يكلف الناس ماغاب عنهم، وقال في ضابطة الحديث الذي يحتج به ما محصله، أنه هو الذي يعرى روايه من ان يكون مجروحا أو فوقه مجروح أو دونه مجروح، أو كان سنده مرسلا أو منقطعا أو كان المتن منكرا، فهو مشعر بعدالة من لم يجره ممن لم يروعنه إلا واحد، ويتايد بقوله في ثقاته أيوب الأنصاري عن سعيد بن جبير وعنه مهدي بن ميمون لاأدري من هوولاابن من هو؟ فإن هذا منه يؤيد أنه يذكر في الثقات كل مجهول روى عنه ثقة ولم يجرح، ولم يكن الحديث الذي يرويه منكرا،، انتهى (شرح الفيه317/1) دیکھیے ایوب انصاری کوباوجود مستوراورمجہول الحال ہونے کے ابن حبان نے ثقات میں محض اس وجہ سے ذکرکردیاکہ ان پرکسی نے جرح نہیں کی ہے۔ اسی طرح انہوں نے اپنی "کتاب الثقات،، میں بہت سے مستورراویوں کوذکرکردیاہے کیونکہ ان کے نزدیک عدم جرح نہیں کی ہے ان کے عدل وثقہ ہونے کی خلاف لما ذھب الیہ الجمہور۔ اسی طرح یہاں بھی انہوں نے یحی ین ابی سلیمان کومحض اس بناء پرثقات میں ذکرکیاہے کہ ان کویحیی کی بابت کسی امام کی جرح کاعلم نہیں ہوسکا، جیساکہ حاکم کواس کاعلم نہیں ہوااورانہوں نے ان کی توثیق کردی اورحدیث کوصحیح کہہ دیا۔

بہرحال ابن حبان کاکسی مستورراوی کاثقات میں ذکرکرنااس امرکی دلیل نہیں ہوسکتاکہ وہ عندالجمہور بھی ثقہ ہے۔ اس بحث سے یہ بھی واضح ہوگیاکہ حدیث مذکورہ کی حاکم نے تصحیح کی ہے تواس تصحیح کامبنیٰ کیاہے؟ لہذاان کی تصحیح مذکورقابل اعتماد نہیں۔ رہ گئی ذہبی کی موافقت تواس کامبنیٰ بھی حاکم کاوہی قول ''لم یذکر بجرح،، ہے۔ خلاصہ بحث یہ ہے کہ اس حدیث کی صحت کاحکم مخدوش ہے اسی لیے ابن خزیمہ اس حدیث کوروایت کرنے کے بعد لکھتے

ہیں۔ ''وفی القلب شئ من ہذا الإسناد، فإنی لاأعرف یحیی بن أبی سلیمان بعدالة ولاجرح، وإنما خرجت خبرہ لأنہ لم یختلف فیه العلماء،،)تہذیب التہذیب 11/228)، یہ ساری بحث اس وقت ہے جبکہ یحیی کی بابت کسی امام کی جرح کا علم نہ ہو، لیکن یہاں توامام بخاری، امام ابوحاتم، امام بیہقی کی جرحین موجودہیں، جن کے مقابلے میں تساہلین کی تصحیح وتوثیق جس کا مبنیٰ بھی بالکل کمزورہے کوئی وزن نہیں رکھتی۔ رہ گیاامام ابوداؤداورحافظ منذری کا سکوت، تویہ دوسروں پر حجت نہیں ہوسکتا، بالخصوص ایسی حالت میں کہ وہ دونوں بعض ایسی حدیثوں پر سکوت کرجاتے ہیں جن میں مجہول راوی ہوتاہے یاجن کی سند منقطع ہوتی ہے۔ امام بیہقی کے نزدیک بھی یہ حدیث ضعیف ہی ہے چنانچہ اس کے روایت کرنے کے بعد مندرجہ ذیل حدیث کے بارے میں جوقائلین رکعت مدرک رکوع کی صریح دلیل ہے یہ فرماتے ہیں : ''وقدروی باسناد آخرأضعف من ذلک عن أبی ہریرة،، (2/89). یعنی: حدیث مذکورضعیف ہےاس سے ضعیف ترحدیث ذیل ہے:

(عن أبی ہریرة مرفوعا: من أدرک رکعة من الصلوة فقدأدرکہا قبل أن یقیم الإمام صلبه،، (ابن خزیمة: 1595)3/45، دارقطنی 1/347 بیہقی 1/89'' (2).

اس حدیث کاقائلین رکعت مدرک رکوع کے مدعامیں صریح ہونا موقوف ہےاس امرپرکہ ''قبل أن یقیم الامام صلبه، ،اس میں محفوظ غیرمدرج ہولیکن اس کے محفوظ ہونے میں سخت کلام ہے۔

اس لفظ کے زیادہ کرنے میں یحیی بن حمید متفردہیں اورمجہول الحال غیرمعتمدفی الحدیث اوران کی حدیث غیرمحتج بہ ہے (جزالقراءة للبخاری) دارقطنی نے اس کوضعیف کہاہے، عقیلی نے ان کوضعفاء میں ذکرکیاہے۔ (لسان 6 250) اورابن حبان نے ان کوثقات میں اس لیے ذکرکردیاہے کہ وہ مستورہیں اوران کے ثقات میں ذکرکرنے سے عندالجمہوروہ ثقہ نہیں ہوگئے۔ بہرحال مجہول ہی ہے جن کی روایت مردودیامتوقف فیہ ہوگی، نیزاس کی سند میں قرة بن عبدالرحمن ہیں جومتکلم فیہ ہیں ''قبل أن یقیم الامام صلبه،، کی مدرج ہونے کاایک یہ قرینہ ہے کہ وہ بے محل مذکورہے اس کامناسب محل ''فقدادرکہا،، سے پہلے ہے کمالایخفی۔ عقیلی کہتےہیں ''قدرواہ مالک وغیرہ من حفاظ اصحاب الزہری، ولم یذکرواالزیادة الأخیرة ولعلہا کلام الزہری،، (لسان 250/6).

(عن عبدالعزیز بن رفیع عن رجل عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: إذا جئتم والامام راکع فارکعواوإن کان ساجدافاسجدواولاتعتدواولاتعتدوا بالسجود، إذالم یکن معه الرکوع،، (بیہقی: 2/89'' (3).

یہ حدیث دوسرے طریق سے بھی مروی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ''عَن عَبدِالعَزِیزِ بنِ رُفَیعٍ، عَن شَیخٍ مِنَ الأَنصَارِقَالَ: جَاءَ رَجُلٌ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی فَسَمِعَ خَفقَ نَعلَیہِ فَلَمَّا انصَرَفَ قَالَ: "أَیُّکُم دَخَلَ؟" قَالَ الرَّجُلُ: أَنَا یَا رَسُولَ اللہِ، قَالَ: "وَکَیفَ وَجَدتَنَا؟" قَالَ: سُجُودًا فَسَجَدتُ قَالَ: "ہٰکَذَا فَافعَلُوا إِذَا وَجَدتُمُوہُ قَائِمًا أَو رَاکِعًا أَو سَاجِدًا أَو جَالِسًا فَافعَلُوا کَمَا تَجِدُونَہُ وَلَا تَعتَدُّوا بِالسَّجدَةِ إِذَا لَم تُدرِکُوا الرَّکعَةَ،، (بیہقی 2/216) یہ حدیث کسی طریق سے قابل عتماد نہیں ہے، اس لیے کہ رجل یاشیخ انصاری مجہول ہیں کسی طریق میں کوئی ایسالفظ نہیں جواس رجل یاشیخ کے صحابی ہونے پریااس کے اس واقعہ میں موجودہنے پردلالت کرتاہو، محض انصار کالفظ صحابیت کی دلیل نہیں ہے۔ لہذااس کے مجہول ہونے کی وجہ سے یہ روایت لائق احتجاج نہیں رہی۔

عن عبدالرحمن بن عوف مرفوعاً: من أدرک السجود فلیسجد ولایعتدبه، ومن أدرک الرکعة فلیرکع ولیحسب بہا، أخرجه الخطیب فی المتفق والمفترق،، (کنزالعمال 137/4) اس حدیث کی سند کاحال معلوم نہیں، اس لیے یہ'' (4) (معرض حتجاج واستدلال یامعرض اعتباروستشہادمیں نہیں پش کی جاسکتی۔ سوال کاجواب مختصرعرض کردیاگیا۔ تفصیل پھرکبھی کی جائےگی۔ (مصباح بستی اکتوبر1954ء

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 261

محدث فتویٰ